صلیب کا
ہم سے کیا تعلق ہے

Hans-Jörg Ronsdorf

سادہ۔
واضح۔



یسوع کو کیوں مرنا پڑا؟

یسوع کو کیوں مرنا پڑا؟

صلیب کا ہم سے کیا تعلق ہے

Hans-Jörg Ronsdorf

پہلا ایڈیشن (جرمن ایڈیشن)، اکتوبر 2026، Sulzberg
جملہ حقوق محفوظ ہیں
سرورق کا ڈیزائن: Christine Ronsdorf
بائبل کی آیات: کتاب مقدس (Revised Urdu Version)، © Pakistan Bible Society
آرڈر، سوالات، رابطہ: hj-ronsdorf@t-online.de

لیکن خدا اپنی محبّت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح **ہماری خاطر** مؤا۔

رومیوں 5:8

یہ چھوٹی سی کتاب ایک ہی سوال کا جواب تلاش کرتی ہے: دو ہزار سال پہلے ایک آدمی کی موت آج میری مدد کیوں کرے؟ یہ ان پڑھنے والوں کے لیے لکھی گئی ہے جن کا کلیسیا سے بہت کم واسطہ ہے۔ قدم بہ قدم، سادہ الفاظ میں۔

فہرست مضامین

1 ایک سادہ سا سوال 6

2 ہمارے ساتھ کیا خرابی ہے 8

3 خدا حقیقت میں کیسا ہے 12

4 خون کیوں؟ 16

5 یسوع نے خود کیا کہا 19

6 تین مشکل جملے 22

7 اس کی موت ہمیں کیسے بچاتی ہے 26

8 ایسٹر کیوں اس کا حصہ ہے 31

9 خوشخبری 34

1 ایک سادہ سا سوال

دو ہزار سال پہلے ایک آدمی کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ شہر سے باہر، شہر کی فصیل کے سامنے۔ لکڑی کے ایک شہتیر پر، لکڑی کی ایک صلیب پر۔ تماشا دیکھنے والوں کے سامنے، جو تشدد کے عادی تھے۔ اس زمانے میں بہت سے لوگ اسی طرح مرتے تھے۔ رومیوں نے ہزاروں کو قتل کیا، بہتوں کو مصلوب کیا۔ بے معنی موتیں۔

اس ایک آدمی کے بارے میں مسیحی آج تک ایک عجیب سا جملہ کہتے ہیں۔ یہ کہ وہ ہماری خاطر مرا۔ اس کا کیا مطلب ہے: ہماری خاطر؟ اس ایک موت میں ایسا کیا مختلف ہے؟

ایسے انسان تھے اور آج بھی ہیں جو دوسروں کی خاطر مر جاتے ہیں۔ جب وہ دوسروں کو صرف اسی طریقے سے موت سے بچا سکتے ہوں۔ اس سے بڑا کام کوئی نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لیے قربان کر دے۔ تاکہ وہ زندہ رہ سکیں۔

پہلے زمانے میں، جب حفاظتی ٹیکے نہیں تھے، بچے خناق سے دم گھٹ کر مر جاتے تھے۔ ایک سخت جھلی بڑھ کر ان کا گلا بند کر دیتی تھی۔ کبھی کبھی صرف ایک ہی چیز مدد کرتی تھی۔ ڈاکٹر ایک چھوٹی سی نلکی اندر ڈالتا اور اپنے منہ سے وہ جھلی چوس کر باہر نکالتا۔ بچے کو پھر سے سانس آنے لگتا۔ لیکن اب بیماری ڈاکٹر کے اندر تھی۔ بعض ڈاکٹر اسی سے مر گئے۔

ڈاکٹر نے صرف مدد ہی نہیں کی۔ جو چیز بچے کو مار رہی تھی، اسے اس نے اپنے اندر لے لیا۔ بیماری بچے میں سے نکل کر ڈاکٹر کے اندر چلی گئی۔

سوال ٹھیک یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اگر یسوع ہماری خاطر مرا: تو اس نے ہمیں آخر کس چیز سے بچایا؟ اگر ہم اس تصویر کو اپنے اوپر لاگو کریں تو بیماری کیا تھی اور کہاں تھی؟

زیادہ تر لوگ کوئی بیماری محسوس ہی نہیں کرتے۔ وہ جیتے ہیں، کام کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں، اپنی پوری کوشش کرتے ہیں۔ بیماری؟ کہاں؟ اور اگر کوئی ہے بھی، تو دو ہزار سال پہلے ایک آدمی کی موت اسے کیوں شفا دے؟ ایک آدمی یروشلیم میں مرا۔ میں یہاں رہتا ہوں۔

اس کی صلیب کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ یہ کوئی بھولا بھالا سوال نہیں۔ یہ سب سے اہم سوال ہے جو مسیحیت سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں میں اس کے سوا کچھ نہیں کرنا چاہتا کہ اس ایک سوال کا جواب دینے کی کوشش کروں۔ قدم بہ قدم۔ پہلے: ہم کس چیز میں مبتلا ہیں؟ پھر: وہ کون ہے جو اسے ہم سے دور کر دیتا ہے؟ پھر: اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ اور آخر میں: یہ مجھ تک کیسے پہنچتا ہے؟

ابتدائی مسیحیوں میں سے ایک نے یہ جملہ ایک بار زیادہ وضاحت سے کہا۔ اس نے لکھا کہ یسوع نے ہمارا قصور اپنے ہی بدن پر اٹھا لیا، وہاں لکڑی پر، یعنی صلیب پر۔ اور اسی کے مار کھانے سے ہم نے شفا پائی۔[1]

اس جملے کے تین لفظ یاد رکھیے:

اٹھا لیا۔ بدن۔ شفا۔

یہ بات ہمیں کچھ دیر مصروف رکھے گی۔

---

1. 1-پطرس 2:24

2 ہمارے ساتھ کیا خرابی ہے

میں خدا سے شروع نہیں کرتا۔

بات ہماری ہے۔

ہم میں سے کوئی یہ نہیں چن سکا کہ اس کے ماں باپ کون ہوں اور وہ کہاں پیدا ہو۔ زندگی نے ہمیں کن حالات میں لا پھینکا، یہ ہمارا فیصلہ نہیں تھا۔ ہم آج جہاں کھڑے ہیں، وہ بھی زیادہ تر ہم نے طے نہیں کیا۔

اب بات کسی جسمانی بیماری کی نہیں رہی، جیسی باب 1 میں بچے کی تھی۔ بات ایک ایسی بیماری کی ہے جسے چھوا نہیں جا سکتا، اور اس کی کہ وہ کیسے محسوس ہوتی ہے: خالی پن، بے معنویت، احساس جرم، ٹوٹ پھوٹ، کوئی راستہ نہ ہونا، بندھن، ناامیدی۔ یہ سب کوئی بھی محسوس نہیں کرنا چاہتا۔ جو دیانت داری سے رک کر سوچے، وہ شاید ایسے اور اس طرح کے احساسات اپنے اندر پائے۔

اکثر یہ کسی خاموش لمحے میں آتے ہیں۔ رات کو، جب آپ کو نیند نہیں آتی۔ کسی قبر پر۔ یا جب کوئی انسان آپ سے بات کرنا چھوڑ دے۔ تب کچھ ایسا ہوتا ہے جسے آپ ایک طرف نہیں ہٹا سکتے۔

ہر انسان کے پاس کچھ ایسا ہے جس کی وہ اب تلافی نہیں کر سکتا۔ ایک بات جو منہ سے نکل گئی۔ ایک دروازہ جو زور سے بند کیا گیا۔ ایک انسان جو اس سے پہلے مر گیا کہ آپ کی اس سے صلح ہو پاتی۔ ایک دھوکا جس کا کسی کو پتا نہیں چلا، لیکن جسے آپ خود کبھی نہیں بھولتے۔

آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ اپنی غلطی مان سکتے ہیں۔ آپ معافی مانگ سکتے ہیں۔ جہاں ممکن ہو، آپ نقصان پورا کر سکتے ہیں۔ آپ ارادہ کر سکتے ہیں کہ پھر کبھی ایسا نہیں کریں گے۔

غلطی کا احساس بہت دیر سے آتا ہے۔ معافی دوسرے تک اب نہیں پہنچتی۔ نقصان پورا نہیں ہو سکتا، کیونکہ کوئی پیسا اس کا بدل نہیں۔ یا اس لیے کہ یہ ممکن ہی نہیں۔ اور ارادہ صرف اگلی بار تک قائم رہتا ہے۔

اور اگر سب کچھ کامیاب بھی ہو جائے، تو بھی کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ جو ہوا، وہ ہو چکا۔ وہ دنیا میں موجود ہے۔ کوئی تلافی اسے ایسا نہیں کر سکتی گویا ہوا ہی نہیں۔

یہاں تک ہم نے صرف اپنے آپ پر، انسانوں پر نظر ڈالی ہے۔ اگر خدا ہمارا خالق ہے تو پھر کیا؟ دنیا ہم نے پیدا نہیں کی۔ نہ قوانین فطرت ہم نے بنائے۔ نہ وہ اصول اور شرائط کہ ہم قصور سے کیسے نمٹ سکتے ہیں یا واقعی اس سے کیسے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ یہ خدا کی دنیا ہے جس میں ہم پیدا ہوئے ہیں۔ چاہے ہم ایسا سمجھیں بھی: قاعدے ہم مقرر نہیں کرتے۔

جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے، اس کا موازنہ ہم ایک جان لیوا بیماری سے کر سکتے ہیں۔ بائبل کے پاس اس کے لیے ایک چھوٹا سا لفظ ہے: گناہ۔

گناہ کا لفظ گھس پٹ چکا ہے۔ بہت سے لوگ اس میں صرف اخلاقی وعظ اور اٹھی ہوئی انگلی سنتے ہیں۔ مراد کچھ ایسی چیز ہے جو زندگی کے بہت قریب ہے۔ جو لفظ بائبل استعمال کرتی ہے، اس کا لفظی مطلب ہے: نشانے سے چوک جانا۔ جیسے کوئی تیر جو نشانے سے ہٹ کر نکل جائے۔

پس گناہ کا مطلب ہے: میں وہ نہیں ہوں جو مجھے ہونا چاہیے تھا۔ اور میں نے وہ کیا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ دونوں باتیں ساتھ ساتھ ہیں۔ اس سے مراد کام ہیں۔ انہیں گنا جا سکتا ہے۔ اور

اس سے مراد ہماری فطرت کا وہ حصہ بھی ہے جہاں سے یہ کام آتے ہیں۔ اسے گنا نہیں جا سکتا۔ لیکن ہر کوئی اسے جانتا ہے۔ آپ کچھ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، اور پھر اس کے برعکس کر بیٹھتے ہیں۔ گویا یہ کوئی قوت ہو جو ہمیں چلاتی ہے۔ اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔

اب ایک ایسا جملہ آتا ہے جسے سننا مشکل ہے۔ یہ سب پر لاگو ہوتا ہے۔ مجھ پر بھی۔

بائبل یوں کہتی ہے: سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔[2] اس کا مطلب ہے: کوئی بھی وہ نہیں ہے، نہ بنتا ہے، جس کے لیے خدا نے اسے اصل میں بنایا تھا۔

میں کسی پر الزام نہیں لگاتا، کسی کو کٹہرے میں کھڑا نہیں کرتا۔ آخرکار ہر انسان اپنے آپ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے آپ سے بھاگنا کبھی نہ کبھی ختم ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ رک کر دیانت داری سے دیکھا جائے: کیا بندھن، خالی پن، بے معنویت، قصور، تنہائی، ٹوٹ پھوٹ، تشدد، غلطیاں موجود ہیں؟ یہ بخار کی مانند ہیں۔ لیکن بخار بیماری نہیں ہے۔ وہ دکھاتا ہے کہ کوئی بیماری موجود ہے، کہ کچھ ٹھیک نہیں۔

اس کے پیچھے بیماری چھپی ہے۔ وہ شور نہیں مچاتی۔ وہ خاموشی سے کام کرتی ہے۔ اور کوئی ایسا درجہ نہیں جس پر پہنچ کر آپ اس سے بچ نکلیں۔ کیونکہ قصور صرف دوسروں میں یا مجھ سے باہر نہیں۔ وہ میرے اندر بیٹھا ہے۔ میری زندگی میں، میری کہانی میں، اس میں جو میں ہوں۔

ایک فلسفی نے ایک بار ہمارے ضمیر کو عدالت کا کمرہ کہا۔ اس میں تین آوازیں ہیں: ایک الزام لگانے والا، ایک صفائی دینے والا اور ایک منصف۔ تینوں ہمارے اندر بولتے ہیں۔ الزام لگانے والا گنواتا ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ صفائی دینے والا بہانے ڈھونڈتا ہے۔ اور

---

2. رومیوں 3:23

منصف ایک فیصلہ سناتا ہے جس سے ہم بچ نہیں سکتے۔ یہ عدالت کا کمرہ کسی کو ہمیں سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ ہم اسے اپنے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔

اس لیے محض کہہ دینا کافی نہیں۔ اگر کوئی مجھ سے کہے: "چلو، اس پر مٹی ڈالو"، تو یہ مہربانی ہے۔ لیکن اس سے میں کوئی دوسرا انسان نہیں بن جاتا۔ اور اس سے جو ہو چکا، وہ ایسا نہیں ہو جاتا گویا ہوا ہی نہیں۔ کوئی ڈاکٹر کسی بچے کو یہ کہہ کر شفا نہیں دیتا: اتنی بری بات نہیں۔

پس ہمیں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ کہ ہمیں معاف کیا جائے۔ اور یہ کہ جو ہمارے اندر بیٹھا ہے، وہ باہر نکلے اور ختم ہو جائے۔ ایک کے بغیر دوسرا مدد نہیں کرتا۔

3 خدا حقیقت میں کیسا ہے

ہم خدا کے بغیر اس حالت سے نہیں نکل سکتے۔ ہمارے وجود کا خدا کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے ہم اس پر ایمان رکھیں یا نہ رکھیں۔

پہلے ایک غلط فہمی۔

تقریباً ہر ایک کے ذہن میں خدا کی کوئی تصویر ہے۔ اس کے ذہن میں بھی جو ایمان نہیں رکھتا۔ اکثر یہ ایک سخت نگران کی تصویر ہوتی ہے۔ ایک ایسا جو سب کچھ دیکھتا ہے اور کچھ نہیں بھولتا۔ بعض نے بچپن میں یہی سیکھا: پیارا خدا سب کچھ دیکھتا ہے۔ یہ تسلی جیسا نہیں لگتا تھا۔ یہ پہرے داری جیسا لگتا تھا۔

اگر اسے یسوع کی صلیب پر لاگو کیا جائے تو یوں سنائی دیتا ہے: خدا سزا چاہتا ہے۔ یسوع بیچ میں کود پڑا تاکہ سزا ہم پر نہیں بلکہ اس پر پڑے۔ بیٹے نے غضبناک باپ کو راضی کر لیا۔

بہت سے لوگوں نے یہ اسی طرح سنا ہے، کلیسیاؤں میں بھی۔ بعض اسی وجہ سے چھوڑ کر چلے گئے۔ کون ایسے خدا پر بھروسا کرنا چاہے گا جسے مہربان ہونے سے پہلے خون دیکھنا پڑے؟

اس میں کچھ بات سچ ہے۔ خدا دیکھتا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اور وہ کسی چیز کو یوں ہی نہیں مٹا دیتا۔ لیکن باقی بات درست نہیں۔ جو اس تصویر سے شروع کرتا ہے، وہ آخر میں سب کچھ غلط سمجھتا ہے۔ یہ تصویر ایک بگڑی ہوئی تصویر ہے۔ کم از کم ادھوری۔

اگر خدا بالکل مختلف ہو تو؟ آئیے دیکھیں کہ بائبل میں پہلا قدم کون اٹھاتا ہے۔ کبھی انسان نہیں۔ ہمیشہ خدا۔ وہ باغ میں آدم کو ڈھونڈتا ہے، جب آدم چھپ گیا تھا۔ وہ ابرہام کو بلاتا

ہے۔ وہ اپنی قوم کو مصر کی غلامی سے نکال لاتا ہے، اس سے پہلے کہ وہ اسے ایک بھی حکم دے۔ اور آخر میں وہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے۔

بائبل کے مشہور ترین جملوں میں سے ایک یوں کہتا ہے: خدا نے دنیا سے ایسی محبّت رکھّی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔[3]

ایسا نہیں کہ بیٹے نے باپ سے زبردستی محبت حاصل کی۔ باپ نے بیٹے کو دے دیا، کیونکہ وہ محبت کرتا تھا۔ جیسے باب 1 کا ڈاکٹر اس لیے آیا کہ وہ مدد کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے نہیں کہ کسی نے اسے قائل کر لیا تھا۔

تو پھر خدا اس کے ساتھ کیا کرتا ہے جو ہم نے دوسروں کے ساتھ، اور یوں اس کے ساتھ کیا ہے؟ آئیے پھر اپنے آپ سے شروع کریں۔ تصور کیجیے کہ کسی نے آپ کو دکھ پہنچایا ہے۔ گہرا دکھ۔ آپ کے پاس دو راستے ہیں۔ آپ اس سے بدلہ لے سکتے ہیں۔ یا آپ معاف کر سکتے ہیں۔

معاف کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ زخم ختم ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نقصان خود اٹھاتے ہیں، بجائے اس کے کہ اسے دوسرے کو لوٹائیں۔ جو معاف کرتا ہے، وہ قیمت چکاتا ہے۔ ہمیشہ۔ یہ معافی کی قیمت ہے۔ اور یہ قیمت قصوروار نہیں چکاتا، بلکہ وہ جو معاف کرتا ہے۔

یہ انسانوں کے درمیان کا تجربہ ہے۔ اور خدا کے ہاں؟ پرانے عہدنامے میں، جو بائبل کا پہلا حصہ ہے، وہ اپنی قوم سے کہتا ہے:

تو نے اپنے گناہوں سے مجھے زیر بار کیا۔ میں ہی وہ ہوں جو اپنے نام کی خاطر تیرے گناہوں کو مٹاتا ہوں۔[4]

---

3. یوحنا 3:16

4. یسعیاہ 43:24-25

دونوں باتیں ساتھ ساتھ ہیں۔ گناہ خدا کو زیر بار کرتا ہے۔ وہ اسے اٹھاتا ہے۔ اور وہ اسے مٹاتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ ہم اس کے مستحق تھے۔ بلکہ اس لیے کہ وہ ایسا ہی ہے۔ وہ منصف نہیں جو کسی غلطی کی تاک میں رہے۔ بلکہ وہ جو بوجھ پہلے ہی اٹھائے ہوئے ہے، اس سے بہت پہلے کہ ہمیں پتا چلے کہ ہم نے یہ بوجھ اس پر لاد دیا ہے۔

لیکن یہ صرف آدھی بات ہے۔ خدا ایسا ظاہر نہیں کرتا گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ جو خدا ہر چیز سے چشم پوشی کر لے، وہ اچھا خدا نہ ہوتا۔ وہ لاپروا ہوتا۔ جب کسی بچے کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے تو ہم توقع کرتے ہیں کہ کوئی اسے سنجیدگی سے لے۔ خدا اسے سنجیدگی سے لیتا ہے۔ سب کچھ۔ وہ ناانصافی جو میں نے کی ہے، اتنی ہی سنجیدگی سے جتنی وہ جو میرے ساتھ کی گئی۔

سوال یہ ہے کہ کیا خدا گناہ کو اٹھانے اور برداشت کرنے میں عادل ہے، غیر جانب دار اور اپنی بات کا پکا۔ کیا وہ سب کچھ، ماضی، حال اور مستقبل کو، انصاف کے مطابق درست کر دے گا؟ اس کا تعلق سب سے اور ہر ایک سے ہوگا۔ کیا ہماری ناکامی سے – ہمارے گناہ سے – ہونے والے نقصان کی کبھی تلافی ہو سکتی ہے؟ ایک ناقابل تصور بات، جو شاید صرف کسی ناقابل تصور معجزے ہی سے ہو سکتی ہے۔[5]

یہ سب کچھ مل کر ہمیں صلیب تک لاتا ہے۔ جو خدا صرف سخت ہوتا، اسے کسی صلیب کی ضرورت نہ ہوتی۔ وہ بس سزا دیتا اور بدلہ لیتا۔ جو خدا صرف نرم ہوتا، اسے بھی صلیب کی ضرورت نہ ہوتی۔ وہ نظریں پھیر لیتا۔ یہ بھی اتنا ہی المناک ہوتا۔ لیکن خدا دونوں ہے۔ وہ قصور کو سنجیدگی سے لیتا ہے۔ اور وہ قصوروار سے پوری محبت کرتا ہے۔ ایسا خدا ایک ایسی راہ اختیار کرتا ہے جس پر دونوں باتیں سچ رہتی ہیں۔ اس میں وہ تذبذب کا شکار نہیں ہوتا۔ وہ محبت ہے، اور جو کچھ وہ کرتا ہے، محبت ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو عادل اور پاک ہے۔

---

5. رومیوں 3:25-26

صلیب یہی راہ ہے۔ اور یہ اس کی راہ ہے۔ ہماری نہیں۔

4 خون کیوں؟

صلیب ایک خونی معاملہ تھا۔ اور ہم خون سے کترا کر نہیں گزر سکتے۔ چاہے یہ اجنبی لگے۔ کم از کم ہمارے ہاں۔

روزمرہ زندگی میں خون سے ہمارا واسطہ کم ہی پڑتا ہے۔ کسی چوٹ کے وقت۔ ڈاکٹر کے پاس، جب وہ خون لیتا ہے۔ یا خون کا عطیہ دیتے وقت۔ وہاں ہم ایک بات سیکھتے ہیں جو ہم ورنہ آسانی سے بھول جاتے ہیں: خون زندگی بچا سکتا ہے۔ ایک کا خون دوسرے کو زندہ رکھتا ہے۔

جو پہلی بار کسی عبادت میں جاتا ہے، وہ شاید یسوع کے خون کے بارے میں کوئی گیت سنے۔ اور حیران ہو۔ یا اسے گھن آئے۔ مسیحیت خون کے بغیر کیوں نہیں چل سکتی؟ معافی کا ایک لفظ کیوں کافی نہیں؟

آئیے پھر اپنے آپ سے شروع کریں۔ ایک چھوٹا لڑکا رنگین مارکروں سے اپنی ماں کے سفید میز پوش پر تصویریں بناتا ہے۔ ماں اندر آتی ہے اور دیکھتی ہے۔ اور وہ اسے معاف کر دیتی ہے۔ فوراً، بغیر کسی ملامت کے۔ لیکن میز پوش پھر بھی رنگین ہے۔ معافی اسے صاف نہیں کرتی۔ کسی کو اسے دھونا پڑے گا۔ اور جو اسے دھوتا ہے، وہ لڑکا نہیں۔

یہی معافی اور صفائی کا فرق ہے۔ معافی کہتی ہے: میں اسے تیرے خلاف شمار نہیں کرتی۔ صفائی کہتی ہے: یہ مٹ گیا۔ ہمیں دونوں کی ضرورت ہے۔ باب 2 میں ہم نے دیکھا کہ گناہ ایک بیماری کی طرح ہمارے اندر بیٹھا ہے۔ اس لیے ہمیں صرف ایسے کسی کی ضرورت نہیں جو کہے: "چلو، اس پر مٹی ڈالو"۔ ہمیں ایسے کسی کی ضرورت ہے جو شفا دے۔

اور خدا کے ہاں؟ اس نے یسوع سے بہت پہلے اپنی قوم اسرائیل کو یہ سکھایا تھا۔ ایک ایسی زبان میں جو ہمارے لیے اجنبی ہے۔ اس زمانے میں ہر کوئی اسے سمجھتا تھا۔ یہ قربانیوں کی

زبان ہے۔

ایک اسرائیلی جو اپنے اوپر قصور لے آیا ہوتا، ایک جانور کو مقدس مقام پر لاتا، اس جگہ پر جہاں خدا سکونت کرتا تھا۔ وہ جانور کے سر پر ہاتھ رکھتا۔ اس کا مطلب تھا: یہ جانور اب میری نمائندگی کرتا ہے۔ پھر اسے ذبح کیا جاتا۔ کاہن خون لے کر مذبح پر لاتا۔ خون ہی اصل بات تھی۔ مارنا نہیں۔ خون۔

کیوں؟ اس لیے کہ بائبل میں خون زندگی کی علامت ہے۔ موسیٰ کی شریعت میں خدا فرماتا ہے:

زندگی خون میں ہے، اور میں نے اسے مذبح پر تمہیں دیا ہے تاکہ وہ تمہیں ڈھانپ لے۔[6]

اس جملے میں بہت کچھ ہے۔ خدا خون دیتا ہے۔ وہ اسے اس طرح طلب نہیں کرتا جیسے قرض خواہ اپنا پیسا۔ وہ اسے اس طرح دیتا ہے جیسے ڈاکٹر دوا دیتا ہے۔ اور خون جو کرتا ہے، اسے کہتے ہیں: ڈھانپنا۔ وہ قصور کے اوپر آ کر اسے ڈھانپ لیتا ہے۔ اور ساتھ ہی اسے دور بھی کر دیتا ہے۔

یہ اجنبی زبان کیا کہتی ہے؟ تین باتیں:

قصور سنجیدہ معاملہ ہے۔

اس کی قیمت ایک جان ہے۔

اور یہ جان خدا دیتا ہے۔

لیکن جانور صرف ایک تصویر تھے۔ ایک بھیڑ نہیں جانتی کہ وہ کس لیے مرتی ہے۔ وہ کچھ بھی اپنے اوپر نہیں لے سکتی، کیونکہ وہ کچھ نہیں سمجھتی۔ بائبل خود کہتی ہے کہ جانوروں کا خون

---

6. احبار 17:11

قصور دور نہیں کر سکتا۔[7] یہ ایک طرح کی تعلیم تھی۔ خدا اس کے ذریعے پہلے سے بتا رہا تھا کہ وہ ایک دن حقیقت میں کیا کرے گا۔

اور پھر اس نے یہ کیا۔ کسی جانور کے ساتھ نہیں۔ ایک انسان کے ساتھ، جو جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ جو یہ چاہتا تھا۔ وہ، جو خدا کا اپنا بیٹا تھا۔ یہاں خدا نے پرایا خون نہیں لیا۔ اس نے اپنا خون دیا۔

اسی لیے خون۔ اس لیے نہیں کہ خدا خون دیکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ قصور کی قیمت ایک جان ہے۔ اور اس لیے کہ خدا نے فیصلہ کیا کہ یہ اس کی اپنی جان ہو۔ باپ اور بیٹا اس کام میں کامل طور پر ایک ہیں۔

---

7. عبرانیوں 10:4

5 یسوع نے خود کیا کہا

اور خود یسوع؟ کیا وہ جانتا تھا کہ اس پر کیا گزرنے والی ہے؟

جب کوئی انسان جلدی مر جاتا ہے تو پیچھے رہ جانے والے اکثر پوچھتے ہیں: کیا اسے اس کا اندازہ تھا؟ کیا اس نے کچھ ایسا کہا تھا جو ہم اب جا کر سمجھ رہے ہیں؟ کبھی کوئی خط مل جاتا ہے۔ یا کوئی ایسا جملہ یاد آ جاتا ہے جس پر اس وقت دھیان نہیں دیا گیا تھا۔

یسوع کے معاملے میں ایک اور شبہ سامنے آتا ہے: کہ اس کی موت کو معنی بعد میں دیے گئے۔ ایک واعظ حد سے آگے بڑھ گیا۔ طاقت وروں نے اسے راستے سے ہٹا دیا۔ اور اس کے دوستوں نے بعد میں اس بے معنی موت میں کوئی معنی تلاش کیے۔ ایسا ہوتا ہے۔ انسان جب غم میں ہوتے ہیں تو ایسا کرتے ہیں۔

بیانات کچھ اور بتاتے ہیں۔ یسوع نے اپنی موت کے بارے میں اس کے آنے سے پہلے بات کی۔ کئی بار۔ اور اس نے خود ہی اسے ٹھیک وہی معنی دیا جو مخلصی بخشتا ہے۔

تین بار اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ وہ یروشلیم جائے گا اور اسے وہاں مرنا پڑے گا۔ پڑے گا۔ وہ یہ سننا نہیں چاہتے تھے۔ پطرس نے، جو ان میں سے ایک تھا، سختی سے اس کی مخالفت کی۔ یسوع اپنی بات پر قائم رہا۔

ایک بار اس نے خود کو طبیب کہا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ وہ نفرت کیے جانے والے محصول لینے والوں اور دوسرے بدنام لوگوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا ہے۔ اس نے جواب دیا:

تندرستوں کو طبیب کی ضرورت نہیں بلکہ بیماروں کو۔[8]

---

8 ۔ قس 2:17

وہ جانتا تھا کہ وہ کن کے پاس آیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی بتایا کہ کس لیے:

ابن آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔[9]

ابن آدم، یسوع اپنے آپ کو یہی کہتا تھا۔ فدیہ، یہ وہ رقم ہے جو قیمت دے کر کسی قیدی کو چھڑاتی ہے۔ قید سے، غلامی سے۔ قرض میں ڈوبی ہوئی زندگی سے۔ یسوع کہتا ہے: میری جان اس کی قیمت ہے۔ اور تم وہ ہو جو آزاد ہو جاتے ہو۔

آخری شام اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ فسح کا کھانا کھایا۔ اس عید پر اسرائیل آج تک مصر سے رہائی کو یاد کرتا ہے۔ اس نے روٹی لی، اسے توڑا اور کہا: یہ میرا بدن ہے، تمہارے واسطے۔ اس نے مے کا پیالہ لیا اور کہا: یہ میرا خون ہے، جو بہتیروں کے لیے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔[10]

وہ اسے نہیں سمجھے۔ بعد میں جا کر سمجھے۔ لیکن اس نے یہ بات اس کے ہونے سے پہلے کہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ مرے گا۔ وہ جانتا تھا کہ کس کی خاطر۔ اور وہ جانتا تھا کہ کس لیے۔

پھر گتسمنی کے باغ میں، کوہ زیتون کے دامن میں، وہ رات آئی۔ وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اسے کتنا مہنگا پڑا۔ وہ اپنے تین دوستوں کو ساتھ لے گیا۔ اس نے ان سے کہا کہ اس کی جان نہایت غمگین ہے، یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ پھر وہ زمین پر گر پڑا اور دعا کی:

اے ابا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے تو بھی جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو۔[11]

---

9. مرقس 10:45

10. لوقا 22:19؛ متی 26:28

11. مرقس 14:34-36

پیالہ ایک پرانی تصویر ہے۔ اسرائیل کے نبیوں کے ہاں پیالہ وہ ہے جو خدا کسی انسان کو پینے کے لیے دیتا ہے۔ اس کا حصہ۔ اس کی تقدیر۔ کبھی یہ برکت ہوتا ہے۔ کبھی یہ وہ سب سے بھاری چیز ہوتا ہے جو کسی انسان کے حصے میں آ سکتی ہے۔ یسوع نے دیکھا کہ اس کے پیالے میں کیا ہے۔ اس نے دعا کی کہ یہ پیالہ اس کے پاس سے ٹل جائے۔ اور پھر اس نے اسے پی لیا۔

پس وہ ٹھوکر کھا کر اپنی موت میں نہیں جا گرا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ کیا آنے والا ہے۔ اس نے دعا کی تھی کہ وہ بچ جائے۔ اور پھر بھی وہ گیا۔ اس بات پر ہم باب 7 میں واپس آئیں گے۔

صلیب پر، اپنی موت سے کچھ پہلے، اس نے ایک اور لفظ کہا۔ یونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے۔ اردو میں دو لفظ چاہئیں: تمام ہوا۔[12] اس کا مطلب یہ نہیں: سب کچھ ختم ہو گیا۔ بلکہ: کام انجام پا گیا۔ سونپی گئی ذمہ داری پوری ہو گئی۔

12. یوحنا 19:30

6 تین مشکل جملے

اب بات مشکل ہو جاتی ہے۔

تین جملے، جنہیں آپ کو آہستہ آہستہ پڑھنا ہوگا۔

آپ ایسے جملے جانتے ہیں جنہیں دو بار پڑھنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر کی رپورٹ۔ کسی سرکاری دفتر کا خط۔ آپ انہیں پڑھتے ہیں، ایک طرف رکھتے ہیں اور پھر سے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے۔

ایسے جملے یسوع کی موت کے بارے میں بھی ہیں۔ ابتدائی مسیحیوں نے اسے چند جملوں میں سمیٹ دیا۔ ان میں سے تین خاص طور پر مشکل ہیں۔ مشکل، کیونکہ وہ بہت وزن اٹھاتے ہیں۔ اور مشکل، کیونکہ انہیں آسانی سے غلط سمجھا جاتا ہے۔

پہلا جملہ: مسیح کتاب مقدّس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موٴا۔[13]

یہ صلیب کے بارے میں سب سے پرانا جملہ ہے جو ہمارے پاس ہے۔ پولس اسے تقریباً سن 55 میں کرنتھس کے مسیحیوں کو لکھتا ہے۔ اور وہ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ یہ جملہ اسے خود ان لوگوں سے پہنچا تھا جو اس سے پہلے مسیحی تھے۔ پس یہ جملہ صلیب کے بعد کے پہلے برسوں کا ہے۔ کسی نے اسے نسلوں بعد گھڑا نہیں۔

ہمارے گناہوں کے لیے۔ یہ نہیں: اپنے دشمنوں کی وجہ سے۔ یہ نہیں: ہمارے لیے ایک نمونے کے طور پر۔ بلکہ: ہمارے گناہوں کے لیے۔ اس کی موت کا تعلق اس سے ہے جو

---

13. 1-کرنتھیوں 15:3

باب 2 میں بیان ہوا۔ اس بیماری سے جو ہمارے اندر بیٹھی ہے۔ اس سے جس کی ہم اب تلافی نہیں کر سکتے۔

کتاب مقدس کے مطابق۔ اس کا مطلب ہے: یہ پہلے ہی اسرائیل کی بائبل میں اسی طرح لکھا تھا۔ ابتدائی مسیحیوں نے صلیب کو نئے سرے سے ایجاد نہیں کیا۔ انہوں نے اسے وہاں دوبارہ پایا۔ سب سے واضح طور پر ایک گیت میں، جو اس وقت بھی صدیوں پرانا تھا۔ وہ خدا کے ایک خادم کی بات کرتا ہے، جسے حقیر جانا جاتا ہے، جو دکھ اٹھاتا ہے، جو مرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے:

اس نے ہماری مشقّتیں اٹھا لیں۔ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھایل کیا گیا۔ خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لا دی۔[14]

یہاں جو لفظ استعمال ہوا ہے، اس کا اصل مطلب واقعی بیماری ہے۔ یہ "گناہ کی بیماری" ہے۔ نبی ایک ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو وہ چیز اپنے اندر لے لیتا ہے جس سے دوسرے بیمار ہیں۔ جیسے بچے کے بستر کے پاس ڈاکٹر۔

اسرائیل کی بائبل کی رہائی کی کہانیاں آگے صلیب کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جو وہاں ایک قوم کے ساتھ ہوا، وہ یہاں سب انسانوں کے لیے ہوتا ہے۔

دوسرا جملہ: جو گناہ سے واقف نہ تھا اسی کو اس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اس میں ہو کر خدا کی راست بازی ہو جائیں۔[15]

یہ تینوں میں سب سے مشکل ہے۔ آپ کو اسے ٹکڑا ٹکڑا کر کے پڑھنا ہوگا۔

---

14. یسعیاہ 53:4-6

15. 2-کرنتھیوں 5:21

جو گناہ سے واقف نہ تھا: یسوع کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا اور اس نے کبھی ناانصافی کا ساتھ نہیں دیا۔ گناہ ٹھہرایا: خدا نے اسے اس جگہ کھڑا کیا جہاں گناہ کو پہنچنا تھا۔ اس نے اسے اس کے ساتھ ایک کر دیا جو ہم ہیں۔ یہ نہیں: اس نے اسے گنہگار بنا دیا۔ بلکہ: اس نے ہمارا معاملہ پورے کا پورا اس کے حوالے کر دیا۔ اور پھر مقصد: تاکہ ہم خدا کی راست بازی ہو جائیں۔ اس میں ہو کر۔

راست بازی کا یہاں مطلب یہ نہیں: بے عیب ہونا۔ اس کا مطلب ہے: خدا کے ساتھ معاملہ صاف ہونا۔ پھر سے اس کا ہو جانا۔

یہ ایک تبادلہ ہے۔ وہ ہمارا لیتا ہے۔ ہم اس کا لیتے ہیں۔ لیکن یہ بازار جیسا تبادلہ نہیں، جہاں دو اجنبی کوئی چیز ادھر سے ادھر سرکاتے ہیں۔ یہ اس میں ہونے والا تبادلہ ہے۔ ہمیں اس میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ اس کی صلیبی موت میں۔ اور اس کی جی اٹھنے والی زندگی میں۔

پولس ایک بار اپنے ایک دوست کو ایک مختصر خط لکھتا ہے۔ اس دوست کا ایک غلام بھاگ گیا ہے۔ اس کا نام انیسمس ہے۔ شاید وہ کچھ ساتھ لے گیا تھا۔ پولس اس سے مل چکا ہے اور اسے واپس بھیجتا ہے۔ اور وہ لکھتا ہے: اگر اس پر تیرا کچھ قرض ہے تو اسے میرے نام لکھ لے۔ میں خود ادا کروں گا۔[16] یہاں کسی کے ذہن میں سزا کا خیال نہیں آتا۔ ایک دوسرے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ بائبل یسوع کے بارے میں بھی اسی طرح بات کرتی ہے۔

تیسرا جملہ: وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا۔[17]

---

16. فلیمون 18:1-19

17. 1-پطرس 2:24

یہ جملہ آپ باب 1 سے پہلے ہی جانتے ہیں۔ یہ جگہ کا نام لیتا ہے۔ اپنے بدن پر۔ لکڑی پر، یعنی صلیب پر۔ خیالوں میں نہیں، آسمان میں کہیں نہیں۔ ایک خاص دن، ایک خاص شہتیر پر، ایک ایسے جسم میں جس سے خون بہہ سکتا تھا۔

اور یہ اس کام کا نام لیتا ہے: اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ قربانیوں کی زبان کی ایک اور تصویر بھی جڑی ہے۔ سال میں ایک بار، کفارہ کے دن (یوم کپور)، کاہن اپنے دونوں ہاتھ ایک زندہ بکرے کے سر پر رکھتا تھا۔ وہ اس پر قوم کے سارے قصور کا اقرار کرتا تھا۔ پھر اس بکرے کو بیابان میں ہانک دیا جاتا تھا۔ وہ قصور کو اٹھا کر دور لے جاتا تھا۔ ایک ایسی جگہ پر، جہاں سے وہ لوٹ کر نہیں آتا تھا۔[18]

ٹھیک یہی لفظ تیسرے جملے میں بھی ہے: اٹھا لیا۔ اٹھا کر لے گیا۔ یسوع اس بکرے کی مانند ہے جو قصور کو اٹھا کر باہر لے جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ قربانی بھی ہے جس کا خون پاک کرتا ہے۔ دونوں ایک ہی شخص میں۔

یہ جملہ اور آگے بھی جاتا ہے: تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راست بازی کے اعتبار سے جئیں۔ یہاں یہ نہیں لکھا: تاکہ ہم بہتر محسوس کریں۔ یہاں لکھا ہے: تاکہ ہم مختلف زندگی گزاریں۔ یسوع کی موت صرف کچھ ایسا نہیں جو ہمارے لیے ہوا۔ اس کے ذریعے ہمارے ساتھ اور ہمارے اندر بھی کچھ ہونا ہے۔

اور پھر وہ جملہ آتا ہے جو ہم پہلے سے جانتے ہیں: اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی۔ اس کی موت ہماری زندگی ہے۔

---

18. احبار 16:21-22

7 اس کی موت ہمیں کیسے بچاتی ہے

اب ایک جواب آتا ہے۔ یا کم از کم جواب کی ایک کوشش۔

جس نے کوئی انسان کھویا ہو، وہ پوچھتا ہے: کیوں؟ وہی کیوں؟ ایسے کیوں؟ اکثر کوئی جواب نہیں ملتا۔ موت بے معنی رہتی ہے۔

یسوع کے بارے میں ہم مختلف طرح سے پوچھتے ہیں۔ صرف یہ نہیں: وہ کیوں مرا؟ بلکہ: اس کی موت میں کیا ہوا؟ یہ باب 1 کا تیسرا سوال ہے۔ میں پانچ قدموں میں اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔

پہلا: اس نے اسے اپنے اوپر لے لیا۔

یسوع کسی حادثے کا شکار نہیں ہوا۔ وہ خود اس میں داخل ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ یروشلیم میں اس کا کیا انتظار کر رہا ہے۔ اور وہ وہاں گیا۔ اپنی موت سے پہلے کی رات اس نے دعا کی کہ یہ اس پر سے ٹل جائے۔ پھر اس نے کہا: جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو۔[19]

اس کے بعد جو ہوا، وہ انسانوں نے کیا۔ ایک دوست کی دغا۔ ایک فیصلہ جو شروع سے طے تھا۔ مار پیٹ، ٹھٹھا، موت کے گھاٹ اتارا جانا۔ آسمان سے کوئی بجلی نہیں۔ انسانی ہاتھ۔ اور پھر بھی بائبل کہتی ہے: یہی خدا کی راہ تھی۔ خدا نے اپنے بیٹے کو حوالہ کر دیا۔[20] دونوں باتیں سچ ہیں۔ انسانوں نے یہ کیا۔ خدا نے ہونے دیا، کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا۔ کیونکہ اسی طرح وہ ناقابل تصور معجزہ ہونا تھا جس کی بات باب 3 میں ہوئی۔

---

19. مرقس 14:36

20. رومیوں 8:32؛ اعمال 2:23

یسوع نے وہاں جو سہا، وہ وہی ہے جو اس وقت ہوتا ہے جب خدا کے بغیر ایک دنیا اپنی راہ پر چلتی ہے۔بیج اگ آتا ہے۔ جھوٹ، ناانصافی، تشدد، موت۔ یہ قصور اور گناہ کی فصل ہے۔ اس نے یہ فصل اپنے ہی بدن پر سمیٹی۔ اپنی فصل نہیں۔ ہماری۔

دوسرا: وہ اسے اٹھا سکا، کیونکہ وہ اس کا اپنا نہیں تھا۔

یہاں باب 1 کے ڈاکٹر کی تصویر مدد دیتی ہے۔ وہ بچے کی بیماری کیوں لے سکا؟ کیونکہ ڈاکٹر کو یہ بیماری خود نہیں تھی۔ وہ تندرست حالت میں باہر سے آیا تھا۔ جس ڈاکٹر کا اپنا دم گھٹ رہا ہو، وہ کسی بچے کو سانس نہیں دلا سکتا۔

یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ یسوع کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ کوئی بات نہیں جو اسے واپس لینی پڑتی۔ کوئی دروازہ نہیں جو اس نے زور سے بند کیا ہو۔ اسی لیے وہ ہمارا قصور اٹھا سکا۔ راست باز ناراستوں کے لیے۔[21] وہ اٹھاتا ہے۔ وہ ہمارا قصور اپنے ذمے لیتا ہے۔ وہ پوری طرح گنہگاروں کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ صلیب پر ہوتا ہے۔ ان گھڑیوں میں اس پر اس کا کیا اثر ہوا؟

تیسرا: وہ اسے اپنی موت کے اندر لے گیا۔

موت ہی کیوں ضروری تھی؟

باب 2 یاد کیجیے۔ گناہ صرف دوسروں میں یا مجھ سے باہر نہیں۔ وہ میرے اندر بیٹھا ہے۔ میری زندگی میں۔ گناہ، یہ جان لیوا بیماری جو ایک زندگی میں بیٹھی ہے، اسی وقت ختم ہوتی ہے جب وہ زندگی ختم ہو۔ اس لیے اسے کسی بل کی طرح یوں ہی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ بل کو پھاڑا جا سکتا ہے۔ زندگی کو نہیں۔

---

21. 1-پطرس 3:18

یسوع نے ہمارا گناہ اپنی زندگی میں لے لیا۔ جیسے ڈاکٹر نے بچے کی بیماری۔ اور یہ زندگی اس نے موت کے حوالے کر دی۔ قصور اور ہماری بیماری بھی اس کے ساتھ وہاں چلی گئیں جہاں انہیں پہنچنا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے وہ بکرا گناہوں کو بیابان میں، موت کے ملک میں لے گیا۔ وہیں وہ رہ گئیں۔

بائبل یہ بات اس سخت جملے میں کہتی ہے:

خدا نے اپنے بیٹے کے جسم میں گناہ کو مجرم ٹھہرایا (اور اس کی عدالت کی)۔[22]

بیٹے کو نہیں۔ گناہ کو۔ گناہ کو اسی جگہ اپنا فیصلہ ملا جہاں وہ اسے اٹھا کر لے گیا تھا۔ یہ باب 3 کے سوال کا جواب ہے۔ خدا نظریں نہیں پھیرتا۔ وہ گناہ کی عدالت کرتا ہے۔ اور وہ گنہگار کو بچاتا ہے۔ یوں اس کا ہماری خاطر مرنا ہمارے لیے زندگی کا دروازہ بن جاتا ہے۔

اور خون؟ بائبل میں خون اس زندگی کی علامت ہے جو قربان کی جاتی ہے۔ بے رحمی کی نہیں۔ وہ کہتا ہے: میں تمہارے لیے اپنی جان دیتا ہوں۔

گناہ کی مزدوری اور اس کا نتیجہ موت ہے۔ زندگی کا مالک ہماری جگہ مرتا ہے، تاکہ ہمیں مستقل، ابدی موت سے بچائے۔

چوتھا: موت اسے روک نہ سکی۔

یہاں ڈاکٹر کی تصویر ختم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر بیماری سے مر گیا، اور بات وہیں ختم ہو گئی۔ یسوع کے ساتھ بات وہیں ختم نہیں ہوئی۔ وہ خود کامل طور پر اچھا اور راست باز تھا۔ ایک ایسی موت، جس میں دوسروں کا گناہ ختم ہوتا ہے، اسے روکے رکھنے کا نہ کوئی حق رکھتی ہے نہ کوئی وجہ۔ تین دن بعد قبر خالی تھی۔ اس کے بغیر باقی سب کچھ ایک خوب صورت مثال ہوتا۔ اس کے ساتھ یہ نجات ہے۔ اگلا باب اسی کے بارے میں ہے۔

---

22. رومیوں 8:3

پانچواں: اس کی موت ہماری موت شمار ہوتی ہے۔

اب وہ قدم آتا ہے جو اسے میرا معاملہ بنا دیتا ہے۔ بائبل صرف یہ نہیں کہتی: وہ ہماری خاطر مرا۔ وہ کہتی ہے: ہم اس کے ساتھ مر گئے۔[23] یہ کوئی دینی محاورہ نہیں۔ اس کا مطلب ہے: جو چیز اس کی موت میں ختم ہوئی، وہ میری بیمار، گنہگار فطرت تھی۔ وہ انسان جو میں پہلے تھا، وہاں صلیب پر مر گیا اور اس کے ساتھ قبر میں رکھا گیا۔ اور جو اس کی قبر سے باہر آیا، وہ اس کا آغاز ہے جو مجھے بننا ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں، نئی ہو گئیں۔[24]

اسی لیے اس موت کے ساتھ ایک چھوٹا سا لفظ جڑا ہے جسے چھوڑا نہیں جا سکتا: "ساتھ"۔ صرف ہماری خاطر نہیں۔ اس کے ساتھ۔ جو اس کا سہارا لیتا ہے، اسے ساتھ لے جایا جاتا ہے۔ اندر، اس کی موت میں، جہاں قصور اور گناہ رہ جاتے ہیں۔ اور باہر، اس کی زندگی میں، جہاں وہ اب نہیں ہیں۔

یہ تعلق 2000 سال پہلے کے ایک واقعے میں کیسے قائم ہو سکتا ہے، یہ میں نہیں بتا سکتا۔ یہاں بھی یہی بات لاگو ہوتی ہے: یہ خدا کی راہ اور اس کا حل ہے۔

اس کا کیا مطلب ہے۔

اس کے بارے میں سوچیے جس کی آپ اب تلافی نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو یہ اس لیے یاد نہیں دلاتا کہ آپ کو برا محسوس ہو۔ وہ ایسا نہیں ہو گیا گویا کبھی ہوا ہی نہ ہو۔ کوئی ایسا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن اسے اٹھا کر دور لے جایا گیا ہے۔ ایک ایسے شخص کے ہاتھوں جو اسے اٹھا سکتا تھا۔ ایک ایسی جگہ، جہاں سے یہ کبھی واپس نہیں آتا۔

اور آپ؟

---

23. رومیوں 6:4؛ 2-کرنتھیوں 5:14

24. 2-کرنتھیوں 5:17

اب آپ وہ نہیں رہے جس کے اندر یہ بیٹھا ہے۔ آپ اس کے ساتھ موت میں سے گزر گئے ہیں۔ یہ کوئی احساس نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جو خدا نے طے کر دی ہے۔ آپ خدا کی اس سچائی پر قدم جما سکتے ہیں۔

کیا کچھ ایسا باقی رہ جاتا ہے جس کی میں وضاحت نہیں کر سکتا؟ ہاں۔ ایک زندگی دوسری زندگیوں کو موت کے پار کیسے ساتھ لے جا سکتی ہے، یہ ایک بھید ہی رہتا ہے۔ یسوع کے لیے اپنے باطن کی گہرائی میں اس کا کیا مطلب تھا، یہ بھی۔ لیکن یہ ایک ایسا بھید ہے جس کی ایک تاریخ ہے، ایک جگہ ہے اور ایک خالی قبر ہے۔

اس موقع پر میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں: شکریہ، یسوع، شکریہ!

8 ایسٹر کیوں اس کا حصہ ہے

جمعہ کو وہ مرا۔

اتوار کو قبر خالی تھی۔

جو کبھی کسی قبر پر کھڑا ہوا ہو، وہ یہ احساس جانتا ہے۔ یہاں کچھ ختم ہو گیا ہے۔ ہمیشہ کے لیے۔ پھول لائے جا سکتے ہیں اور موم بتیاں جلائی جا سکتی ہیں۔ لیکن آخری بات موت کی ہوتی ہے۔ کم از کم ایسا لگتا ہے۔

تصور کیجیے کہ یسوع کی کہانی جمعہ کو ختم ہو گئی ہوتی۔ ایک اچھا آدمی، جسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے دوست چھپے ہوئے، اس ڈر سے کہ اگلی باری ان کی ہے۔ اس کی قبر ایک بھاری پتھر سے بند اور اس پر پہرا۔

تب ہمارے پاس ایک دل کو چھو لینے والی مثال ہوتی۔ ایک ایسا شخص جو اپنے عقیدے کی خاطر مرا۔ ایک ایسا شخص جس نے صلیب پر بھی اپنے جلادوں کے لیے دعا کی۔ اس کی تعریف کی جا سکتی تھی۔ اس کی نقل کرنے کی کوشش کی جا سکتی تھی۔ لیکن کوئی نجات نہ پاتا۔ وہ باب 1 کے ڈاکٹر کی طرح ہوتا: اس نے بیماری اپنے اندر لے لی، اور بیماری نے اسے مار ڈالا۔

پولس صاف صاف کہتا ہے:

> اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو... تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو۔[25]

---

25. 1-کرنتھیوں 15:17

اب تک اپنے گناہوں میں۔ تب قبر وہ جگہ نہ ہوتی جہاں قصور رہ گیا۔ وہ صرف وہ جگہ ہوتی جہاں وہ بھی رہ گیا۔ تب جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے، سب بےکار ہوتا۔

ابتدائی مسیحی ایک انوکھی بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ مردہ نہیں رہا۔ کہ تیسرے دن قبر خالی تھی۔ عورتوں نے صبح سویرے اسے اسی حال میں پایا۔ اور یہ کہ وہ اپنے دوستوں سے ملا۔ کوئی بھوت بن کر نہیں۔ ایک ایسے شخص کے طور پر جو ان کے ساتھ کھاتا ہے اور جس کے زخموں کو چھوا جا سکتا ہے۔

اگر یہ سچ ہے تو؟ تب ہمارے سوال کے لیے اس کا مطلب کم از کم تین باتیں ہیں۔

پہلی: خدا نے ہاں کہہ دی۔ اس بات پر ہاں جو جمعہ کو ہوئی۔ اگر خدا نے اسے مردوں میں سے زندہ کیا، تو اس کی موت کوئی حادثہ نہیں تھی جسے خدا نے بعد میں ٹھیک کیا ہو۔ تب یہ سب کچھ ہی راہ تھی، اور خدا نے اس کی تصدیق کی۔ ایک پرانا جملہ دونوں باتیں ایک ہی سانس میں کہتا ہے: وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے حوالہ کیا گیا اور مردوں میں سے زندہ کیا گیا تاکہ ہم خدا کے سامنے راست باز ٹھہریں۔[26] موت قصور کو دور کر دیتی ہے۔ مردوں میں سے جی اٹھنا کہتا ہے: یہ ہمیشہ کے لیے قائم ہے۔

دوسری: قصور قبر میں رہ گیا۔ وہ نہیں۔ یہ اس بات کا نشان ہے کہ قصور اب موجود نہیں۔ اگر کچھ بھی باقی ہوتا تو موت کو اسے روکے رکھنے کا حق ہوتا۔

مختصر وضاحت: "قصور قبر میں رہ گیا" ایک تصویر ہے۔ اس کا مطلب ہے: وہ نمٹ چکا، ہٹا دیا گیا، اب موجود نہیں۔

تیسری: وہ زندہ ہے۔ وہ جو ہماری خاطر مرا، ماضی کا حصہ نہیں۔ وہ موجود ہے۔ آج۔ ہمیشہ کے لیے۔ وہ ایک انسانی اور لافانی جی اٹھنے کے بدن کے ساتھ خدا کے پاس گیا ہے۔ وہاں

---

26. رومیوں 4:25

سے وہ واپس آئے گا۔

ویسے خناق کی کہانی آگے بھی چلی۔ انیسویں صدی کے آخر میں ایک علاج دریافت ہوا۔ اسے گھوڑوں کے خون سے حاصل کیا گیا۔ گھوڑوں کو اس بیماری کا زہر دیا گیا تھا، پہلے تھوڑا، پھر زیادہ۔ زہر ان سے شکست کھا گیا تھا۔ اور اب ان کے خون میں وہ چیز تھی جس نے بچوں کو بچایا۔ ہزاروں بچے اسی طرح زندہ بچ گئے۔

ہر تصویر کہیں نہ کہیں لنگڑاتی ہے، یہ بھی۔ لیکن یہ کچھ دکھاتی ہے۔ جو بیماری سے گزر کر اس پر غالب آگیا ہو، اس کی زندگی دوسروں کو شفا دے سکتی ہے۔ یسوع نے دنیا کی بیماری اپنے اندر لے لی اور موت پر غالب آگیا۔ اس کی زندگی اب ہمارے لیے ہے۔ بائبل کہتی ہے:

ہم اس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے۔[27]

بدی اب بھی موجود ہے۔ بیماری بھی، اور موت بھی۔ لیکن علاج مل گیا ہے۔ ان کا انجام طے ہے۔

---

27. رومیوں 5:10

9 خوشخبری

اور میں؟

مجھے اس سے کیا ملتا ہے؟

آپ نے یہ کتاب یہاں تک پڑھ لی ہے۔ شاید تجسس کے ساتھ۔ شاید شک کے ساتھ۔ شاید دونوں کے ساتھ۔ یہ باب 1 کا آخری سوال ہے: یہ مجھ تک کیسے پہنچتا ہے؟ ایک آدمی دو ہزار سال پہلے مرا اور مردوں میں سے جی اٹھا۔ میرا اس سے کیا تعلق ہے؟

کچھ نہیں، جب تک میں صرف تماشا دیکھتا ہوں۔ سب کچھ، جیسے ہی میں اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیتا ہوں۔

ایک ایسے آدمی کا تصور کیجیے جو سخت بیمار ہے اور ساتھ ہی ملزم بن کر عدالت میں کھڑا ہے۔ اسے دو چیزوں کی کمی ہے: بری کیا جانا اور صحت۔ اسے بری کیا جا سکتا ہے، اور وہ بیمار رہتا ہے۔ اسے شفا دی جا سکتی ہے، اور وہ ملزم رہتا ہے۔ اسے دونوں کی ضرورت ہے۔

ہماری حالت یہی ہے۔ یہ ہم نے باب 2 میں دیکھا۔ ہمیں معافی کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں اس بیماری کے خاتمے کی ضرورت ہے جو ہمارے اندر بیٹھی ہے۔ صلیب، یا بہتر کہیں تو: وہ مصلوب، دونوں چیزیں بخشتا ہے۔ لیکن کسی مشین کی طرح نہیں جس میں سکہ ڈالا جاتا ہے۔ وہ انہیں ایک ڈاکٹر کی طرح دیتا ہے جو بستر کے پاس آتا ہے۔ اس کے لیے ملاقات ضروری ہے۔

بیمار کو کیا کرنا ہے؟ باب 1 کے بچے کو یاد کیجیے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا، سوائے اس کے کہ ساکت رہے اور ڈاکٹر کو اپنا کام کرنے دے۔ اسے یہ سمجھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ ڈاکٹر کیا کر

رہا ہے۔ اسے بس ڈاکٹر کو کرنے دینا تھا۔

بائبل کے پاس اس کے لیے ایک لفظ ہے: ایمان لانا۔ یہ لفظ گھس پٹ چکا ہے۔ بہت سے لوگ اس میں یہ سنتے ہیں: کسی ایسی بات کو سچ ماننا جو ثابت نہیں کی جا سکتی۔ مراد کچھ اور ہے۔ ایمان لانے کا مطلب ہے: اس پر بھروسا کرنا۔ اپنے آپ کو کسی ایسے کے سپرد کرنا جو مدد کر سکتا ہے۔ آپ کو سب کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اور سب سے پہلے یہ: وہی ہے جو معاف کرتا ہے، شفا دیتا ہے اور بچاتا ہے۔ آپ کو اسے اپنے پاس آنے دینا ہے۔ اپنے آپ کو اس کے لیے کھولنا اور اسے اندر آنے دینا۔

اور پھر کیا ہوتا ہے؟ ایک جملہ یوں کہتا ہے:

پس جب ہم ایمان سے راست باز ٹھہرے تو خدا کے ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلح رکھیں۔[28]

راست باز ٹھہرایا گیا: یہی بری کیا جانا ہے۔ اور صلح۔ کوئی عارضی جنگ بندی نہیں، جس میں ہر ایک انتظار کرتا ہے کہ کہیں دوسرا پھر سے شروع نہ کر دے۔ صلح۔ معاملہ نمٹ چکا ہے۔ اس لیے نہیں کہ میں نے اسے نمٹایا۔ بلکہ اس لیے کہ اس نے اسے اپنے بدن پر لکڑی پر اٹھا لیا۔

اس کے ساتھ تین باتیں جڑی ہیں۔ یہ کوئی دباؤ نہیں۔ یہ ایک دعوت ہے۔

لوٹ آنا۔ اس کا مطلب یہ نہیں: پہلے اچھا بننا، پھر آنا۔ اس کا مطلب ہے: رخ بدلنا۔ خود اپنے آپ کو شفا دینے کی کوشش چھوڑ دینا۔ مان لینا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ لوٹ آنا وہی ہے جسے پرانے الفاظ میں توبہ کہتے ہیں۔

---

28. رومیوں 5:1

بپتسمہ لینا۔ بپتسمہ ایک نشان ہے جو پورے جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان کو پانی میں غوطہ دیا جاتا ہے اور وہ پھر اوپر آتا ہے۔ بائبل کہتی ہے: ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے۔[29] وہ انسان جو میں پہلے تھا، وہاں رکھا جاتا ہے جہاں قصور رہ گیا ہے۔ اور جو باہر آتا ہے، وہ اس کا ہے جو زندہ ہے۔ بپتسمہ کے ساتھ انسان ایک نئے خداوند کا، بادشاہ یسوع کا اقرار کرتا ہے۔

شامل ہونا۔ کوئی اس راہ پر اکیلا نہیں چلتا۔ جو یسوع کا ہے، وہ بہت سے دوسروں کے ساتھ ایک رفاقت کا حصہ ہے۔ آپ کو دوسروں کی ضرورت ہے۔ اور دوسروں کو آپ کی ضرورت ہے۔

اور اب اختتام۔ یہ کوئی اختتام نہیں، یہ ایک آغاز ہے۔ وہ جملہ جس سے سب کچھ شروع ہوا تھا، یہ تھا: وہ ہماری خاطر مرا۔ اب آپ جانتے ہیں کہ مسیحی اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اس نے ہمارا قصور اپنے اندر لے لیا، کیونکہ وہ اس کا اپنا نہیں تھا۔ وہ اسے اپنے بدن پر اپنی موت میں لے گیا۔ ہمیں اس کے ساتھ اندر لے جایا گیا اور اس کے ساتھ باہر نکالا گیا۔ اور وہ زندہ ہے۔

کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کی آپ اب تلافی نہیں کر سکتے۔ یہ سچ ہی رہتا ہے۔ لیکن ایک ہے جس نے انہیں اٹھا لیا۔ یہی اچھی خبر ہے۔ بائبل اسے خوشخبری کہتی ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں: یہ سچ ہے۔ اور یہ آپ کے لیے ہے۔

---

29. رومیوں 6:4



دو ہزار سال پہلے ایک آدمی کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے۔ اس کے دوست بعد میں کہتے ہیں: یہ ہماری خاطر تھا۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا کوئی دوسروں کی خاطر مر سکتا ہے؟ اور اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟

یہ کتاب آخر تک اس سوال کا پیچھا کرتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا خرابی ہے، خدا حقیقت میں کیسا ہے اور ایک موت کچھ کیوں بدل سکتی ہے۔

صلیب ایک نشان سے بڑھ کر ہے۔ یہ ہمیشہ کی زندگی کی طرف نجات کی راہ ہے۔

ان سب کے لیے جو واقعی جاننا چاہتے ہیں۔

Hans-Jörg Ronsdorf

hans-joerg-ronsdorf.de